لا تمسکوھن ضرارا

من تصنیفات جناب مولوی صوفی ابو نعیم عبد العظیم صاحب کان اللہ لہ غازیپوری یوسفپوری

فلاح الفائزین
فی
تفریق الزوجین

احقر محمد غنی حیدر آروی نے اپنے

ستارۂ ہند پریس نمبر ۳۳ بنیا پوکھر روڈ کلکتہ میں چھاپا

بند کرنیسے درمیان زوج وزوجہ کے تفریق کرادیجائیگی جزاہ اللہ چونکہ انسانی طبائع مختلف ہین ہر ایک طبیعت کا مذاق علیحدہ ہے باین سبب بعض طبیعت شہرت پسند نے اُس فتوی کا انکار کرکے اُسکے جواب مین قلم اُٹھایا چونکہ مسئلہ صاف ہے اُس کا جواب بجز ناحق پسندی اور تعصب کے اور کیا ہوگا اہل علم نے جواب کو دیکھکر اُنکی دیانتداری کی تمیز کی یعنے انجمن مستشار العلماء کے جواب مین دائرہ حنفیت کو تنگ بتایا گیا ہے اُسکے جانب توجہ نہیں کی گئی لیکن امر حق کو بزور تحریر و تقریر ناحق کرنے کی کوشش بیفائدہ کی گئی افسوس صد افسوس۔ دیکھیے شرح وقایہ کے شارح باب النفقہ مین پہلے اس بحث کو لکھتے ہین کہ جب شوہر نفقہ نہ دے تو تفریق کی ضرورت نہین ہے عورت کو چاہیے کہ قرض لیکر اپنی حاجت روائی کرے جب شوہر کو استطاعت ہوگی تو قرض ادا کردیگا اور امام شافعی کے نزدیک تفریق کرادیجائیگی۔ اسکے بعد لکھتے ہین واصحابنا لما شاهدوا الضرورة فی التفریق لان دفع الحاجة الدائمة لاتیتیسر بالاستدانة والظاهر انها لاتجد من یقرضها وغنی الزوج فی المال امر متوهم استحسنوا ان ینصب القاضی نائبا شافعی المذهب یفرق بینهما شرح الوقایہ باب النفقہ یعنے علمائے حنفیہ نے جب تفریق کی ضرورت دیکھی کیونکہ عورت کے لئے حاجتون کا دور ہونا ہمیشہ قرض سے مشکل ہے اور یہ بھی دشوار ہے کہ ہر وقت قرض ملا کرے اور شوہر کا مالدار ہونا امر متوہم ہے تو اُنھون نے پسند کیا کہ موافق مذہب شافعی کے شوہر زوجہ مین تفریق کرادیجائے اور قاضی ایک شافعی کو اپنا نائب مقرر کرکے اُس سے یہ حکم دلائے۔ ذخیرۃ العقبی المشہور بحاشیہ چلپی سے بھی تفریق کا جواز ثابت ہے۔ فتاوی حامدیہ کے حاشیہ پر فتاوی خیریہ چھپا ہے اُسکے صفحہ ۱۲ مین بجواب سائل علامہ خیر الدین رملی یون تحریر کرتے ہین نعم یجب علی الزوج احد

U
17100

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ اخبار وکیل امرت سر مورخہ ۹ر اگست ۱۹۱۶ء مین ایک واقعہ دردناک شائع ہوا ہے یعنے ایک لڑکی کی شادی پانچ سال کی عمر مین کردی گئی تھی لیکن پندرہ سال گذر چکے ہین نہ تو اُس کا شوہر اپنے گھر لیجاتا ہے نہ خرچ دیتا ہے نہ طلاق دینے پر راضی ہوتا ہے۔ انجمن مستشار العلماء لاہور سے اس بارے مین فتوی طلب کیا گیا تھا۔ جواب ملا کہ مذہب حنفی مین عورت کو اِس مصیبت سے نجات دلانیکے لئے کوئی راہ نہین۔ مسلمانو!! اُس عورت مظلومہ کی بیکسی وتباہی وبربادی کو خیال کرو اور انجمن مستشار العلماء کے جواب ناصواب کو دیکھو انا للہ وانا الیہ راجعون اس مین شک نہین کہ انجمن کا یہ جواب عورت مظلومہ کے حق مین ناکافی وغلط ہی نہین ہے بلکہ ایک باعصمت عورت کو دربدر بھیک منگانے والا اور عصمت وعفت کو بالائے طاق رکھکر ننگ خاندان بنانے والا ہے۔ والی اللہ المشتکی۔ حالت موجودہ کے بُرے نتائج کو خیال کرکے ایک حق پسند طبیعت مین جوش اسلامی پیدا ہوا اُس نے ایک فتوی آیات واحادیث واقوال سلف سے دربارہ فسخ نکاح کے مرتب کرکے شائع کردیا اور مثل روز روشن کے ظاہر کردیا کہ نفقہ

اسلامی کی ایک شاخ ہے وہی شریعت متکفل ہے ہماری خیریات دینی و دنیوی کی اس
شریعت دائمی نے تعلقات زوجیت کو نہایت اہمیت دی ہے اس تعلق کو ایسا ہی مستحکم
بنایا ہے جیسا کہ تمدن و معاشرت کے ایک بنیادی اصل کو ہونا چاہیے اسی کے ساتھ ساتھ
عدل و انصاف و میانہ روی کو ایسے موقع پر رکھا ہے کہ صنف نساء کی بدمزاجی صنف
رجال پر اور صنف رجال کی شرارت و بے انصافی صنف نساء پر حملہ آور نہو سکے جہان عورت
کی نافرمانی و بدمزاجی حد سے تجاوز کی اُس کا علاج طلاق و خلع سے کر دیا گیا جب شوہر
کی شرارت و بے انصافی نے عورت کو ضیق مین ڈالا وہ پریشان ہوئی اُس وقت حکام
شریعت نے نسخہ تفریق و فسخ کو استعمال کرا کے عورت کو آزادی دلوائی۔ جس شریعت مین
عورت کی نافرمانی کا علاج طلاق و خلع کے ذریعہ بتایا گیا ہو اُسی شریعت مین مرد کی
شرارت سے اگر عورت پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے جب بھی بجز صبر کے کوئی راہ مصیبت سے
محفوظ رہنے کی اُسکے لئے نہو کیا اس کو عقل سلیم قبول کر سکتی ہے کہ شریعت دائمی مین ایسا
ہو کہ اُس عورت کے واسطے کوئی صورت مخلصی کی نہو ضرور بالضرور شریعت مین اُس کی نجات
کی صورت ہونا چاہیے اور ہوگی یاد رکھنا چاہیے کہ اُس عورت کے مخلصی کے لئے وہی حکم
تفریق ہے جس سے اُس کو آزادی و نجات نصیب ہوگی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ
لوگ اپنی زوجہ کو معلق چھوڑ دیتے ہین خود دوسری بی بی کر لی یا کہین چلدیئے یا کسی غیر
شرعی سبب سے اُسے چھوڑ دیا اب نہ خرچ دیتے ہین نہ طلاق۔ شریعت دائمی کا یہ عین انصاف
ہے کہ حالت مذکورہ مین تفریق یا فسخ نکاح کا حکم جاری کرے۔ یہی نہین بلکہ ہر مضرت
و مصیبت سے بچنے کیلئے شریعت دائمی نے ہمین ایسے ہی تدبیر بتلائی ہے مثلاً مجنون و مجذوم

الامرين اللذين انزلهما الله تعالى على رسوله صلى الله عليه وسلم بقوله عز وجل فامساك بمعروف او تسريح باحسان وفى صدر الشريعة واصحابنا لما شاهدوا الضرورة فى التفريق لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة والظاهر انها لا تجد من يقرضها وغنى الزوج فى المآل امر متوهم استحسنوا ان ينصب القاضى نائبا شافعى المذهب يفرق بينهما وقد اختار كثير من علمائنا ذلك عند شدة الضرورة وهو مما ينشرح صدر الحنفية له لما فيه من دفع الحرج والاضرار بالنساء

علامہ موصوف کے جواب مین چند امر لائق غور و قابل لحاظ ہین اولاً اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شوہر کے لئے خدا نے دوہی صورتین قرار دی ہین امساک بمعروف یعنے عورت کو اپنی زوجیت مین رکھے اور اُسکے حقوق ادا کرے یا تسریح باحسان یعنے شریفانہ طور سے الگ کر دے طلاق دیکر چھوڑ دے تاکہ وہ اپنی دوسری فکر کرے باوجود اس حکم کے ایک شوہر امساک بمعروف نہین کرتا تو اُس پر واجب ہے کہ تسریح باحسان کرے یعنے طلاق دیدے اگر وہ ایسا نہین کرتا تو یہ ظلم صریح ہے اور حکم شریعت سے عدول کرنا ہے ایسی حالت مین حکام شریعت کو حق حاصل ہے کہ عورت کو مضرت سے بچانیکے لئے درمیان شوہر و زوجہ کے تفریق کرا دین ثانیاً عورت کو مضرت و فقر و فاقہ سے بچانیکے لئے بہت سے علمائے حنفیہ نے اس تفریق کو جائز رکھا ہے ثالثاً تفریق کا سبب علامہ موصوف کے نزدیک نفقۃ المعسر و نفقۃ الیسار (نفقہ کا بند کرنا تنگدستی سے یا شرارت سے) نہین ہے بلکہ عورت کو فاقہ کشی و مضرت سے بچانا ہے اور یہی مقصود ہی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ کتابین فقہ حنفی کی ہین یا نہین اگر ہین تو یہ کہنا یا لکھدینا کہ مذہب حنفی مین نہین ہے اسکے کیا معنی بجز اسکے اور کیا کہا

[illegible]

مین ممتاز تھے اُن کا علم بہت وسیع تھا فقیہ الفقہا، و سید الفقہا، کے خطاب سے سرفراز
تھے اُن کا یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص نفقہ دینے پر قادر نہو ایسی حالت مین شوہر و زوجہ
مین تفریق کرا دیجاے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہین کہ ہم نے اہل مدینہ
کو اسی قول پر پایا یعنے علماے تابعین و فضلاے تبع تابعین کا یہی قول رہا اہل مدینہ
یہی فتویٰ دیتے تھے تو کیا سعید بن مسیب کے زمانہ سے امام مالک کے زمانہ تک انمین کوئی
فقیہ و مجتہد و محدث نہین گذرا اللہ تعالیٰ مسلمانون کو عقل سلیم عطا کرے اور خود پسندی
سے محفوظ رکھے آمین۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بلوغ المرام مین یون روایت کرتے
ہین عن سعید بن المسیب فی الرجل لا یجِدُ ما ینفقُ علیٰ اھلہ قال یفرق بینھما
اخرجه سَعید بن منصور عن سُفیان عن ابی الزناد رضی اللہ عنہ قال قلت
لسعید بن المسیب سنة قال سنة وھذا مرسل قوی ایسے مرد کے حق مین جو اپنی عورت
کو نفقہ نہین دیسکتا سعید بن مسیب نے کہا کہ میان بی بی مین تفریق کرا دیجاے ابو الزناد
عبد اللہ بن ذکوان بیان کرتے ہین کہ مین نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ کیا یہ سنت ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ سنت ہے یہ حدیث مرسل قوی ہے۔ مراسیل سعید بن مسیب معمول بہا ہین
اس واسطے کہ وہ غیر ثقہ سے روایت کرتے ہی نہین۔ اور حدیث مرسل علماے احناف کے
نزدیک حجت ہے۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام مین روایت مرقومہ کے تحت مین لکھا ہی
قد اختلف العلماء فی ھذا الحکم وھو فسخ الزوجة عند اعسار الزوج علی
اقوال الاول ثبوت الفسخ وھو مذھب علی وعمر وابی ھریرة وجماعة من
التابعین من الفقھاء مالك والشافعی واحمد۔ یعنے اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہے
کہ نفقہ نہ دینے سے نکاح فسخ ہوجائیگا اس مین اقوال مختلف ہین اول قول یہی ہے

کوئی عاقل بالغ بنظر تعمق روشنی ڈالے تو سمجھ سکتا ہے کہ جب لڑکی پانچ برس کی تھی تو
اُس کی شادی ہوئی پندرہ برس گذر چکے اس وقت لڑکی بیس برس کی ہوئی اور یہ بات
مانی ہوئی ہے کہ پندرہ برس مین لڑکیان شوہر کی خدمت گذاری کے قابل ہو جاتی ہین
پھر کیا وجہ ہے کہ اس پانچ برس کے اندر اُسکے کوئی حقوق نہین ادا کئے گئے ہر طرف سے
حقوق کے دروازے مسدود کر دیئے گئے یہان تک کہ پیٹ کو روٹی وستر پوشی کو کپڑا
نہین دیا جاتا تو کیا آپ اُمید کرتے ہین کہ اُس عورت مظلومہ کو اس کس مپرسی کی حالت
مین شریعت بھی چھوڑ دیگی تاکہ وہ گھبراکر افعال ناشائستہ مین مبتلا ہو یا پیٹ کی تکلیف سے
چوری کرے اور گرفتار ہو کر جیلخانہ جاے ہرگز نہین شریعت دائمی اُس مظلومہ کے لئے
خلاصی کی صورت تجویز کریگی اُس کو اس عذاب سے نجات دلانے کی فکر کریگی چنانچہ قاضی
کو ایسی حالت مین حکم ہے کہ وہ تحکماً اُس شوہر سے طلاق دلوادے اگر وہ لفظ طلاق کو
اپنے مُنہ سے نکالنا نہین چاہتا تو قاضی فسخ نکاح کر کے اُس عورت کو عدت کا حکم دی
فسخ کے بعد نہ طلاق ہی نہ رجعت۔ حکم تفریق مین نفقہ کی مضرت اس غرض سے پیش کیجاتی
ہے کہ اُس کی تکلیف ومصیبت ظاہر ہے اور عدم نفقہ کے سبب جو مصائب پیش آتے ہین
اُن سے ہر شخص واقف ہے موطا مع شرح مصفےٰ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی جلد ثانی کے صفحہ ۲۷
مین ہے مالک انہ بلغہ ان سعید بن المسیب کان یقول اذا لم یجد الرجل ما
ینفق علی امرأتہ فرّق بینھما جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اس کا ترجمہ یون
تحریر کرتے ہین سعید بن المسیب می گفت وقتیکہ نیابد مرد انچہ خرچ کند بر زن خود تفریق
کردہ شود میان ایشان (مصفےٰ) قال مالک وعلیٰ ذلک ادرکت اھل العلم ببلدنا
گفت مالک وبر ہمین قول یافتم اہل علم را در شہر خود (مصفی) سعید بن مسیب علمائے تابعین

یہ کہدینا کہ یہ حدیث وہی ہے جو شافعیہ اپنے استدلال مین پیش کرتے ہین۔ کافی نہیں
ہے اگر اس حدیث کے معارض کوئی حدیث مرفوع صحیح حنفیہ کے استدلال مین ہوتی اُس وقت
ایسا کہنا بے محل و بے موقع نہوتا یاد کرنا چاہیئے کہ جب امام ابو یوسف صاحب مدینہ منورہ
تشریف لے گئے تھے جمعہ کے روز حمام مین غسل کرکے لوگون کو نماز پڑھائی جب لوگ منتشر
ہوگئے اُس وقت اُن کو حمام کے کُنوے مین ایک مرے ہوئے چوہے کی خبر ملی اُسوقت
امام ابو یوسف نے کہا اذا انا خذ بقول اخواننا من اھل المدینۃ اذا بلغ الماء قلتین
لم یحمل خبثا یعنے اس صورت مین ہم اپنے بھائیون اہل مدینہ کا قول اختیار کرتے
ہین کہ جب پانی دو قلہ (پانچ مشک) ہو جائے تو وہ نجس نہین ہوتا۔ یہ حدیث قلتین وہی ہے
جس کو شافعیہ اپنے استدلال مین پیش کرتے ہین اور حنفیہ اُسکے رد و قدح کرتے ہین بوقت
ضرورت امام ثانی نے عمل بھی کرلیا اور حنفیہ کو صاف جواب بھی دیدیا۔ خلیفہ ہارون رشید
پچھنے لگوا کر خون نکلواتے اُسکے بعد امامت کرتے امام ابو یوسف صاحب اُنکی اقتدا
کرتے اور اُس نماز کا اعادہ نہ کرتے حالانکہ حنفیہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہین رہتا۔
امام ابو یوسف اور امام محمد جب عیدین مین امامت کرتے تو خلیفہ ہارون رشید کے حکم سے بارہ
تکبیرین کہتے تھے حالانکہ حنفیہ کے یہان چھ تکبیرین مروی ہین۔ ان تمام مواقع پر غور و فکر
کرنے سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہی کہ بوقت ضرورت ہر مذہب والا دوسرے مذہب کے حکم پر عمل کرسکتا
ہے اس واسطے کہ ہر مذہب کا دین ایک ہی ہے یعنے اسلام تذہب کی رعایت مسائل استنباطی
مین ہے نہ نص مین۔ فافھم ولاتکن من المتعصبین۔ جبکہ بوقت ضرورت ان مسائل پر
عمل کیا گیا اور ماسوا اسکے دوسرے مسئلون پر بھی عمل کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مسئلہ
فسخ نکاح پر عمل نہین کیا جائیگا اس مین استدلال شافعیہ کا حیلہ کیون پیش کیا جاتا ہے۔

کہ نفقہ نہ دینے سے نکاح فسخ ہو جائیگا حضرت علی و حضرت عمر و حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اور ایک جماعت تابعین کا یہی مذہب ہے اور فقہا مین سے امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل اسی طرف گئے ہین۔ اور امام حسن بصری و حماد و ربیعہ کا بھی یہی مسلک ہے مقام غور ہے کہ جب خداوند کریم نے شوہرون کے لئے دو ہی صورتین قرار دی ہین یعنے عورت کو اچھی طرح سے اپنی زوجیت مین رکھین یا اچھے طور سے طلاق دیکر چھوڑ دین انکو معلق نہ چھوڑین مضرت و ضیق مین نہ ڈالین پس عورت بھی یہی فریاد کرتی ہے اطعمنی او طلقنی مجھ کو کھانا دو یا طلاق دو انہین دو صورتون کا مطالبہ وہ بھی کر رہی ہے اب شوہر نہ کھانا کپڑا دیتا ہے اور نہ طلاق دیکر اُس کا راستہ صاف کرتا ہے بس ایسی حالت مین حکام شریعت دائمی ضرور فسخ نکاح کا حکم جاری کرینگے اسکی تائید محکم حضرت عمر فاروق اعظم کے اُس فرمان شرعی سے ہوتی ہے جس کو اُنھون نے اپنی خلافت کے زمانہ مین شائع کیا تھا اور فوجی افسرون کو لکھا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویون کو چھوڑ کر چلے گئے ہین اما ینفقوا و اما ان یطلقوا وہ لوگ یا تو اُن کو خرچ دین یا طلاق دیکر چھوڑ دین۔ ھذا دلیل علی انہ یجب عندہ احد الامرین علی الازواج الانفاق او الطلاق۔ قد ثبت فی الفسخ بعدم النفقۃ ما اخرجہ الدارقطنی والبیھقی من حدیث ابی ھریرۃ مرفوعًا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأتہ یفرق بینھما دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا شخص جو اپنی بی بی کو دینے کیلئے کچھ نہین پاتا یعنے بی بی کے نفقہ کا انتظام نہین کر سکتا تو میان بی بی مین تفریق کرا دیجائے۔ یہ حدیث اس صورت کے لئے قطعی حکم تفریق کا دیتی ہے۔ اسکے جواب مین فقط

کہ شوہر کی مجبوری سے جو ضرر عورت کو پہونچیگا وہی ضرر شوہر کی شرارت سے بھی پہونچیگا
پس دونون حالتون مین عورت کا نقصان ایکسان ہی بایں سبب دونون صورتون مین ہی
حکم تفریق کا جاری ہوگا- فافہم ولا تکن من الممترین قد علم من نصوص الکتاب والسنۃ
تحریم الامساک ضرارا والنہی للازواج عن الضرار فی غیر موضع فوجب دفع الضرر
عن الزوجۃ بکل ممکن واذا لم یمکن الا بالفسخ جاز ذلک **ترجمہ** عورتونکو بند کرنا
تکلیف دینی کی نیت سے اس کی حرمت کتاب و سنت سے ثابت ہوچکی اور اسکی ممانعت بہت جگہ کتاب
وسنت مین بیان ہوچکی ہی پس عورتون سے تکلیف و ایذا کا دفع کرنا واجب ہے جس طور ممکن ہو
اگر بغیر فسخ کے تکلیف دفع نہو تو فسخ نکاح بھی جائز بلکہ واجب ہے-(دلیل الطالب علی ارجح المطالب)
اس سے زیادہ جس کو تحقیق منظور ہو اسکو چاہئے کہ کتاب ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی
القاضی اور مسک الختام اور سبل السلام شرح بلوغ المرام کو ملاحظہ کرے اور یہ مقرر بات ہے کہ
شوہر کے ذمہ دو ہی کام ہین بی بی کے حقوق ادا کرنا یا طلاق دیکر اسکو علٰحدہ کردینا بس
واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب فقط

قدمہ ابو نعیم عبد العظیم کان اللہ لہ یوسف پوری غازیپوری

بتاریخ ۲۳- محرم الحرام ۱۳۳۵ھ نبوی مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء

ایک قدیم فتوی مطبوعہ جسمین یہی مسئلہ فسخ نکاح کو مختصر مگر بہت ہی واضح و مفید طور سے حل کیا گیا ہے
مجھے دستیاب ہوگیا اصل جواب شمس العلما مولانا محمد حسن مرحوم صادقپوری عظیم آبادی کا ہی جو مشہور
خاندان علم و فضل صادقپور کی یادگار اور مشاہیر علما سے تھے اسکو آخر مین دہلی وغیرہ کے اکابر علما کی مہرین بھی ثبت ہین
اسکی اشاعت مزید اطمینان و تشفی کا موجب ہوگی بایں خیال اس رسالہ کیساتھ اسکا طبع ہونا مناسب سمجھا گیا اللہ تعالے ہمیں کثرت عطا فرماوے آمین

نیل الاوطار جلد سادس کتاب النفقات صفحہ ۲۶۴ مین ہے واستدل بہ وبحدیث ابی ہریرۃ الآخر علی ان الزوج اذا اعسر عن نفقۃ امرأتہ واختارت فراقہ فرق بینہما والیہ ذہب جمہور العلماء کما حکاہ فی فتح الباری۔ اس حدیث اور حضرت ابوہریرہ کی دوسری حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جب شوہر نفقہ دینے سے مجبور ہو اور زوجہ تفریق کو اختیار کرے تو تفریق کرادیجائے اور جمہور علماء اسی طرف گئے ہین جیسا کہ فتح الباری مین لکھا ہے۔ یہان پر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہی کہ فسخ نکاح کے جو دلائل بیان ہوئے ہین وہ نفقۃ المعسار کے متعلق ہین یعنے شوہر مفلس ہے نفقہ دینے سے مجبور ہے اُس وقت درمیان شوہر و زوجہ کے تفریق کا حکم ہے لیکن جب شوہر نفقہ دینے پر قادر ہی مگر شرارت سے نہین دیتا اُس کے واسطے کوئی حکم صاف نہین معلوم ہوا۔ واضح ہو کہ تفریق کی علت نفقۃ المعسار و نفقۃ الیسار کو تصور کرنا غلط ہے شوہر و زوجہ مین تفریق کا سبب زوجہ کی مصیبت اُس کی مضرت اُس کا نقصان و ضرر ہی جس طور سے ہو ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہین کہ علامہ خیرالدین رملی بھی زوجہ کی مضرت ہی کے وجہ سے تفریق کو جائز سمجھتے ہین صاحب سبل السلام شرح بلوغ المرام مین قائلین فسخ نکاح کے دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین وبانہ تعالیٰ قال ولاتضاروھن وقال فامساک بمعروف اوتسریح باحسان وای ضرر اشد من ترکہا بغیر نفقۃ یعنے جو جماعت فسخ نکاح کی قائل ہی منجملہ اُسکے دلائل کے ایک یہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ولاتضاروھن[1] اور نیز فرمایا فامساک بمعروف اوتسریح باحسان[2] اور ظاہر کہ عورت کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا ضرر ہوسکتا ہی کہ وہ بغیر نفقہ کے چھوڑدیجائے۔ خیال کرنے کی بات ہے

[1] مت بند کر رکھو عورتونکو تکلیف دینے کو ۱۲ [2] پس بند کر رکھنا اچھی طرح سے چاہیے یا نکال دینا ساتھ اچھی طرح کے ۱۲

فَاِمْسَاكٌ[۱] بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ - پس اہل مقدرت کو پہونچتا ہی کہ تعمیل اسکی کرائین اور سنن سعید بن منصور مین مروی ہی کہ سعید بن مسیب نے دربارہ مرد غیر قادر بنفقۂ زوجہ کے فتویٰ دیا کہ يُفَرَّقُ[۲] بَيْنَهُمَا وَقَالَ ذٰلِكَ مِنَ السُّنَّةِ اور دار قطنی نے بروایت ابی ہریرہ روایت کیا ہی کہ قَالَ[۳] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ لَا يَجِدُ مَا يُنْفِقُ عَلٰى اِمْرَأَتِهٖ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا - اور گئے ہین طرف اسکے امام شافعیؒ وغیرہ اور بعض فقہا حنفیہ بھی چنانچہ کہا شارح وقایہ نے باب النفقہ مین عَلٰى[۴] مُوَافَقَةِ اِمَامِ شَافِعِيٍّ وَاَصْحَابِنَا لَمَّا شَاهَدُوا الضَّرُوْرَةَ فِي التَّفْرِيْقِ لِاَنَّ دَفْعَ الْحَاجَةِ الدَّائِمَةِ لَا يَتَيَسَّرُ بِالْاِسْتِدَانَةِ وَالظَّاهِرُ اَنَّهَا لَا تَجِدُ مَنْ تُقْرِضُهَا وَغِنَى الزَّوْجِ فِي الْمَالِ اَمْرٌ مُتَوَهَّمٌ اِسْتَحْسَنُوْا اَنْ يَنْصِبَ الْقَاضِيْ نَائِبًا شَافِعِيَّ الْمَذْهَبِ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا - اور ایسے ہی در المختار مین بھی ہے - اور عرف الجادی کے باب مفقود الخبر مین لکھا ہے ولیکن چون نفقہ ندارد امساکش درین حین الزام او بر استمرار نکاح غائب دران استمرار است جی قوی از برائے فسخ است وہمچنین چون مدت دراز شود و زن بترک نکاح متضرر گردد فسخ باین ہنگام سائغ باشد ودیگر فسخ بنابر غیبت جائز میدارند پس چہ از آن از برائے غیبت طویلہ اولی باشد چہ از نصوص کتاب وسنت تحریم امساک ضرارا و نہی ازواج از ضرر در غیر یک موضع معلوم است پس دفع ضرار از زن بہر ممکن واجب است وچون جبر بفسخ ممکن نگردد دفع آن جائز بلکہ واجب باشد - ما وجہ الاطلاع -

پھر عقلاً صفائی ہی اور نقلاً یہ کہ امام شافعیؒ اور بیہقی نے روایت کیا ہی کہ عمر بن خطابؓ نے لشکروں کے امرا کو دربارہ مردان غائب از زنان کے لکھا کہ انھون سے طلب کرو نفقہ یا طلاق الخ -

---

[۱] پس بند کر رکھنا ہی ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دینا ساتھ اچھی طرح کے ۱۲ [۲] جدائی کی جاویگی درمیان اُن دونون کے اور کہا (سعید بن مسیب نے) یہ سنت ہے ۱۲ [۳] فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ حق اُس مرد کے کہ نہ پاوے اُس چیز کو جو خرچ کرے اوپر بی بی اپنی کے جدائی کی جاویگی درمیان اُن دونون کے ۱۲ [۴] اوپر موافقت امام شافعیؒ کے اصحاب ہمارے نے جب دیکھا ضرورت کو بیچ تفریق کے اسواسطے کہ رفع حاجت دایمی کا مشکل ہے ساتھ قرض کے اور ظاہر ہی کہ عورت نہین پاویگی اُس شخص کو کہ قرض دے اسکو اور غنی ہو جانا خاوند کا مال مین ایک امر متوہم ہی تو اچھا جانا اسبات کو کہ مقرر کرے قاضی ایک نائب شافعی المذہب کو کہ وہ اُن دونون کے درمیان تفریق کر دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماے دین شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنی دختر بیوہ کا نکاح ساتھ بکر کے بصلاح
پیر و مرشد اپنے کردیا دختر زید بکر کے گھر مین ایک سال ہی اور بہت تکلیفین اُٹھائین آخر مجبور ہوکر بکر کی
گھر سے چلی آئی اور نیہر (میکا) مین ایک بی بی نیک کے پاس تعلیم قرآن شریف پر نوکری کرکے بارہ [۱۲]
برس تک اپنی اوقات گذاری کی مشیت ایزدی سے بی بی جسکی دختر مذکور نوکر تھی عرصہ دو برس کا
گذرا کہ انتقال کرگئی اس دو برس کی بیکاری مین جو کچھ سرمایہ دختر اپنے پاس رکھتی تھی کھا گئی جب
قرض کی نوبت پہونچی پچاس روپیہ قرض کھاکر بکر کو معرفت پدر اپنے بذریعہ خط اطلاع کی کہ میری خبر
گیری [illegible] سے کردیا طلاق دو چنانچہ اس مضمون کا خط چار قطعہ گیا مگر بکر نے نہ کچھ خرچ
بھیجا [illegible] بلکہ ایک خط لکھا اسمین یہ لکھا کہ تمہارا خرچ بھیجو تو مین دون تو ایسی حالت
[illegible] بینوا توجروا الجواب بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد
[السلام] علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح ہو کہ ایسی حالت مسئولہ مین ان بلاد مین لازم ہے کہ اس عورت کی
قوم یا جوار مین پنچایت اگر ہوتی ہو تو پنچون کے پاس یا کسی عالم دیندار کے پاس جس کا فتوی و فیصلہ عوام
حاجات مین جاری و معروف ہو وہ عورت فریاد کرے اور اسکے عجز و مظلومی کو جانچکر اسکے مرد کو اطلاع دے کہ
ایک مہینہ یا دو چار مہینہ یا ایک ہفتہ کے اندر مین تو اسکے نفقہ و حوائج کی تدبیر کر اور خبر گیران ہو یا طلاق
دیدے ورنہ بعد منقضی میعاد بسبب مضرت و فریاد زوجہ تیری بحسب شرع شریف نکاح تیرا فسخ ہوگا اور عورت
کو حکم عدت مطلقہ مخلعہ کا دیا جائیگا بعدہ وہ خود مختار ہوجاویگی۔ اگر خبر گیران ہوا یا طلاق دیدی تو فہو المراد
ورنہ تحقیق کیا جاوے کہ وہ مطلع ہوا یا نہین بعد تحقیق ہونے اطلاع کے اسکی میعاد گزرنے سے سرداران نکاح اسکا فسخ
کردے اور حکم عدت کا فرماوے۔ پھر وجہ فسخ کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ برتر نے کہ لا تمسکوھن ضرارا [۵]۔ اور فرمایا

[۵] مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو ۱۲

قَدْ اَمَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِاِحْسَانِ عَشْرَۃِ الزَّوْجَاتِ فَقَالَ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھٰی
عَنْ اِمْسَاکِھِنَّ ضِرَارًا فَقَالَ وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا وَاَمَرَ بِالْاِمْسَاکِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالتَّسْرِیْحِ بِاِحْسَانٍ فَقَالَ
اِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ وَنَھٰی عَنْ مَضَارَّتِھِنَّ فَقَالَ وَلَا تُضَارُّوْھُنَّ فَالغائب ان
حصل مع تزوجته التضرر بغیبتہ جاز لھا ان ترفع اَمْرَھَا اِلی الحکام الشرعیۃ
وَعَلَیْھِمْ ان یخلصوھا من ھذا الضرار القاطع ھذا علی تقدیر ان الغائب ترک لھا
مایقوم بنفقتھا وانھا لم تتضرر من ھذہ الحیثیۃ بل من حیثیۃ کونھا لا مزوجۃ
ولا ایمۃ واما اذا کانت متضررۃ بعدم وجود ماتستنفقہ مما ترکہ الغائب
فالفسخ لذلک علی انفرادہ جائز ولو کان حاضرًا فضلًا عن ان یکون غائبًا
وھذہ الایات التی ذکرناھا وغیرھا تدل علی ذلک فان قلت ھل تعتبر مدۃ
مقدرۃ فی غیبۃ الغائب قلت لا بل مجرد حصول التضرر من المرءۃ مسوغ للفسخ بعد
الاعذار الی الزوج ان کان فی محل معروف انتھی بقدر الحاجۃ پھر بعد چند
سطر کے اسی مقام پر فرماتے ہیں ثم اذا تزوجت بآخر فقد صادت زوجتہ وان عاد
الاول فلا یعود النکاح بل قد بطل بالفسخ فلا تشتغل بھذہ التفاصیل التی
جاؤا بھا واللّٰہ اعلم

حَرَّرَہٗ اَبُوالْمَجْدِ عَبْدُ الصَّمَدِ گانوی

اما وجہ رجوع بہ پنچان چونکہ وہ ایک نوع قاضی نافذ الامر ہین اور علماے اہل فتویٰ نایب رسول ہین ورعسا قاضی۔ اور کما غایۃ البیان مین ف۱ وَبِلَادٌ عَلَيْهَا وُلَاةٌ كُفَّارٌ يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَتَّخِذُوْا وَالِيًا مُسْلِمًا لِاِقَامَةِ الْجُمُعَةِ وَالْاَعْيَادِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْاَحْكَامِ۔ وَقَالَ فِي بَحْرِ الرَّائِقِ اِذَا لَمْ يَكُنْ اَمِيْرٌ مُسْلِمٌ فَاِنَّ الْوَاجِبَ عَلَى النَّاسِ فِي هٰذِهِ الْاَوَانِ اَنْ يَّخْتَارُوْا لِاَنْفُسِهِمْ قَاضِيًا يَقْضِيْ فِيْهِمْ بِالشَّرَائِعِ وَلِاِمَامٍ يُصَلِّيْ بِهِمُ الْجُمُعَةَ وَقَالَ فِي مَجْمَعِ الْفَتَاوٰى وَيَصِيْرُ الْقَاضِيْ قَاضِيًا بِتَرَاضٍ وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَلْتَمِسُوْا وَالِيًا مُسْلِمًا۔ محمد حسن صادقپوری عظیم آبادی جواب مجیب کا صحیح ہے ایسی صورت مین عورت کو چاہیے کہ اپنا مقدمہ حاکم شریعت یعنی عالم دیندار صاحب مہر و افتا کے پاس پیش کرے اور عالم کو چاہیے کہ فسخ نکاح کرے کہ اتباع کلام خیر الانام کے اجرپاوے۔ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا رواہ البخاری۔ اور لاریب وہ عورت اُس وقت مین مظلومہ ہے اُسکی یہی اعانت ہے ف۲ وَلِذَا قَالَ اَئِمَّةُ الثَّلٰثِ هِيَ مُخَيَّرَةٌ بَيْنَ الصَّبْرِ وَالْفَسْخِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِيْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَلِقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا وَاِذَا لَمْ يُنْفِقْ عَلَيْهَا فَهُوَ مُضِرٌّ بِهَا كَذَا فِي الْكِرْمَانِيْ اور یہی مذہب ابن عباس و عبد اللہ بن عمر و حضرت عمر و حسن بصری علیہم الرضوان کا ہے۔ کذا فی بدایۃ التمام شرح بلوغ المرام وقال الشوکانی فی السیل الجرار

ف۱ اور وہ شہر کہ اوپر اُنکے حکام کفار ہین واجب ہے مسلمانون پر کہ مقرر کرین ایک ولی مسلمان کو واسطے قایم کرنے جمعہ اور عیدین کے اور سوا اُن دونونکے احکام سے اور کما بحر الرایق مین جس وقت نہو امیر مسلمان پس بیشک واجب ہے لوگون پر اس وقت مین یہ کہ اختیار کرین واسطے اپنی جماعت کے قاضی کہ فیصلہ کرے اُن کے درمیان ساتھ شریعتون کے اور واسطے امام کے پڑھے اُن کے ساتھ جمعہ ۱۲۔ اور کما مجمع الفتاوی مین اور ہو قاضی قیضے کرنیوالا ساتھ رضامندی کے۔ اور واجب ہے اُن پر کہ ڈھونڈھین ایک ولی مسلمان کو ۱۲ ف۲ اسی واسطے تینون امام نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہے کہ صبر کرے یا نکاح فسخ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہیگی عورت یا کھانا دے مجکو یا طلاق دے۔ اور خدا بھی فرماتا ہے مت روک رکھو اُنکو دکھ دینے کو تاکہ تم زیادتی کرو۔ اور جب شوہر خرچ نہ دیگا تو یہ بھی تکلیف ہے۔ ۱۲

احقر محمد غنی حیدر آروی نے اپنے

ستارہ ہند پریس کلکتہ نمبر ۲/۳۳ بنیا پوکھر روڈ انٹالی میں چھاپا

L7100